

2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 حقیقی جی ڈی پی

جدول 2.1: جی ڈی پی کی شرح نمو (1999ء تا 2000ء کی اساس پر)					
فیصد میں			نمو		
نمو میں حصہ			نمو		
م12ء	م11ء	م12ء	م12ء	م11ء	م12ء
0.7	0.5	3.1	3.4	2.4	زراعت
0.9	0.2	3.4	3.1	0.7	صنعت
2.1	2.3	4.0	5.0	4.4	خدمات
3.7	3.0	3.7	4.2	3.0	جی ڈی پی (عالمی لاگت)
ہدف					
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

مالی سال 12ء کی جی ڈی پی کے ابتدائی تخمینوں سے (جولائی تا مارچ کے ڈیٹا پر مبنی) نشاندہی ہوتی ہے کہ معاشی نمو میں گزشتہ برس کے مقابلے میں بہتری آئی ہے لیکن وہ ہدف سے کم رہی۔⁸ مالی سال 12ء کے آغاز میں معیشت کو سیلاب اور توانائی کے بحران جیسی مشکلات کا سامنا تھا جس نے مقررہ ہدف کے مطابق شرح نمو کے حصول کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ سال کے دوران عالمی معاشی صورتحال کے بارے میں غیر یقینی حالات کے باعث بیرونی طلب میں کمی دیکھی گئی اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کمزور رہی۔ مزید برآں، اجناس کے عالمی نرخوں، خصوصاً توانائی کی مصنوعات میں اتار چڑھاؤ کے باعث درآمدات تیزی سے بڑھ گئیں۔ مذکورہ مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال کے دوران جی ڈی پی میں ہونے والی 3.7 فیصد نمو مناسب ہے۔

معاشی نمو کو عمدہ فصولوں، تعمیرات میں تیزی اور مالیات و بیمہ کے ذیلی شعبے کے قدر اضافی کے بڑھنے سے فائدہ پہنچا تھا۔ خصوصاً، کپاس کی فصل کو نقصانات، گندم کی پیداوار میں کمی اور کھاد کے کم استعمال کے باوجود اہم فصولوں کی نمو ہدف سے زیادہ رہی۔ اسی طرح، تعمیرات کے شعبے میں سرگرمی دیکھنے میں آئی کیونکہ سیلاب کے بعد تعمیر نو اور انفراسٹرکچر کی تعمیر کو ترجیح دی گئی۔

مالی سال 12ء کی جی ڈی پی کی نمو میں بڑا حصہ صرف کے اخراجات کا ہے جس میں تیزی معاون حکومتی پالیسیوں⁹ کے ساتھ ساتھ ترسیلات زر میں اضافے سے آئی تھی۔ مالی سال 12ء کے دوران صرف کے اخراجات میں 8.2 فیصد نمو (حقیقی لحاظ سے) کا تخمینہ لگایا گیا ہے جبکہ یہ مالی سال 11ء میں صرف 2.6 فیصد بڑھی تھی۔ صرف میں اضافے سے صارفین کی اشیا کی پیداوار اور تعمیراتی صنعت میں نمو کو بڑھانے میں مدد ملی۔

تاہم، اس طلب کے ایک بڑے حصے کو درآمدات سے پورا کیا جا رہا ہے، خصوصاً جدید مینوفیکچرڈ اشیا کی مانگ زیادہ ہے۔ اطلاعات کے مطابق مقامی اشیا سازوں کو توانائی کی بلند لاگت کا سامنا ہے جس کی وجہ سے انہیں اپنی قیمتوں کو درآمدی قیمت سے کم رکھنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

⁸ نمو کے سرکاری اعداد و شمار اسٹیٹ بینک کی جانب سے کی گئی 3 تا 4 فیصد نمو کی پیش گوئیوں سے ہم آہنگ ہیں، جنہیں مالی سال 12ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے۔

⁹ اس میں بلند زراعت اور استعمال شدہ کاروں کی عمر میں نرمی اور ٹیکسوں کی کم شرح جیسی صرف کو فروغ دینے والی پالیسیاں شامل ہیں۔

ذیل میں دی گئی ہیں:

جدول 2.3: اہم فصلیں				
پیداوار ملین ٹن میں (کپاس کے لیے ملین گانٹھیں)				
قدر اضافی میں فی صد	م 11ء	م 12ء	م 11ء میں	فیصد نمو
گندم	25.2	23.5	14.2	-6.7
چاول	4.8	6.2	42.3	29.2
کپاس	11.5	13.6	22.3	18.3
گنا	55.3	58.0	11.7	4.9
مکئی	3.7	4.3	2.25	16.2

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.4: رینج میں پانی کی صورتحال			
ملین ایکڑ فٹ			
فیصد تبدیلی	رینج 2011ء	رینج 2012ء	
پنجاب	18.7	17.6	-6.0
سندھ	14.5	10.1	-30.2
خیبر پختونخوا	0.5	0.6	16.7
بلوچستان	0.9	1.1	27.8
کل	34.6	29.4	-15.0

1۔ کاشت کاروں کے پاس نقد رقم کسی قلت: کپاس کی قیمتوں میں بتدریج کمی اور شکرملوں کی جانب سے ادائیگیوں میں غیر ضروری تاخیر کے باعث کاشت کاروں کو نقد رقم کی کمی کا سامنا تھا۔ مزید برآں، کھاد کی بلند قیمتیں نقد رقم کی دستیابی کو مزید محدود کرنے کا باعث بنیں۔ اس کے نتیجے میں یوریا اور ڈی اے پی کا استعمال رینج 2011ء کی سطح سے خاصا کم ہو گیا¹³ کیونکہ اس سال سیلاب سے نم ہونے والی زمین کسی حد تک کھاد کی طلب کو کم کرنے کا باعث بنی تھی۔

2۔ گندم کی فصل کو اس موسم کے دوران پانی کی قلت کا مسئلہ درپیش تھا، خصوصاً سندھ میں (جدول 2.4)۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں کہ پیداوار میں کمی سندھ تک محدود رہی۔ پانی کی مجموعی دستیابی انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) کی پیش گوئی کی کم سے کم سطح سے بھی پست رہی تھی۔¹⁴

آپاشی کے پانی کی سطح میں کمی کا سبب ملک میں خشک موسم اور کم درجہ حرارت کے موسمی حالات کا طوالت اختیار کرنا تھا جو رینج کے دوران پانی کے بہاؤ میں کمی کا باعث بنا۔ دوسری جانب، طلب میں اضافہ جاری رہا۔ اس طرح، 12 مارچ 2012ء تک ملک کے سب سے بڑے آبی ذخیروں تربیلا اور منگلا میں پانی کی سطح ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور ایسا ان میں معمول کی کمی سے چند ہفتے پہلے دیکھنے میں آیا تھا۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ پیداوار میں کمی کے باوجود مجموعی طور پر گندم کی دستیابی مناسب رہی۔ ملک میں گندم کا استعمال تقریباً 22 ملین ٹن ہے جبکہ ملک کے پاس گزشتہ فصل کا بچا ہوا 3.9 ملین ٹن ذخیرہ موجود ہے۔¹⁵ تاہم یہ صورتحال حکومت کے لیے اہم چیلنج بن سکتی ہے۔ خصوصاً، موجودہ فصل سے 7.7 ملین ٹن گندم کی خریداری کا منصوبہ بنایا گیا ہے جو کہ گزشتہ برس کی جانے والی 6.2 ملین ٹن کی حکومتی خریداری سے زیادہ ہے۔ اس لیے، بچے ہوئے ذخیرہ کی بلند سطح کے باعث نئی فصل پر گندم کے قرضوں کا تصفیہ اضافی مالیاتی لاگت برداشت کیے بغیر ممکن نہیں ہوگا کیونکہ گندم کی موجودہ عالمی

¹³ یوریا اور ڈی اے پی کے استعمال میں گزشتہ برس موسم رینج کے مقابلے میں بالترتیب 14.2 فیصد اور 31.2 فیصد کمی آئی تھی۔ رینج کا موسم اکتوبر سے مارچ تک رہتا ہے۔

¹⁴ 'ارسا' دوزری موسموں کے دوران پانی کی کم از کم دستیابی کا تخمینہ لگاتا ہے۔ 'ارسا' کی پیش گوئی کے مطابق رینج 2012ء میں کم از کم 29.8 ملین ایکڑ فٹ پانی دستیاب ہوگا۔

¹⁵ بچ جانے والا اسٹاک آخر مارچ 2012ء کا ہے۔

جدول 2.5: صنعت میں نمو (1999ء تا 2000ء کی اساس پر)				
فیصد میں				
صنعتی نمو میں حصہ	نمو		صنعت میں فیصد حصہ	
م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء	صنعت
		3.4	0.7	
0.8	0.5	1.8	1.1	46.9
1.5	1.4	7.5	7.5	21.0
0.4	-0.1	4.4	-1.3	9.4
0.5	-0.6	6.5	-7.1	8.5
-0.1	-0.7	-1.6	-7.2	8.6
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

قیمتیں حکومت کی امدادی قیمت کے مقابلے میں خاصی کم ہیں۔¹⁶ اگر گندم کی خریداری ہدف سے کم رہی تو گندم کی مقامی قیمت مزید گھٹ سکتی ہے جس سے کاشت کاروں کا مارجن مزید سکڑ جائے گا۔

چھوٹی فصلیں

چھوٹی فصلوں (جن کا زرعی شعبے کی قدر اضافی میں حصہ 11 فیصد ہے) کو کئی دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا، خصوصاً، سندھ میں پہلے جولائی 2011ء کے سیلاب نے مریچ، پیاز اور ٹماٹر کی فصلوں کو تباہ کر دیا۔ اس

کے بعد ایک اور دھچکا اس وقت لگا جب غیر معمولی طور پر شدید سرد موسم کا نتیجہ کیلے، مریچ اور ٹماٹروں کی فصلوں میں نقصانات کی صورت میں برآمد ہوا۔ اس کی وجہ سے مالی سال 12ء کے دوران چھوٹی فصلوں میں 1.3 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 2.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔

2.3 صنعتی شعبہ

مالی سال 12ء کے دوران صنعتی شعبہ اپنے شرح نمو کے ہدف 3.1 فیصد سے تجاوز کر گیا جس کا سبب کان کنی اور تعمیراتی سرگرمیوں میں ہدف سے زیادہ نمو تھی۔ دوسری جانب، بڑے پیمانے کی اشیا سازی ہدف سے کم رہی جس کا سبب توانائی کی شدید قلت ہے (جدول 2.5)۔

یہ امر دلچسپی کا حامل ہے کہ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو بڑے پیمانے کی صنعتوں کے مقابلے میں زیادہ شدت سے توانائی کی قلت کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن اس کے باوجود نمو میں ان کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔¹⁷

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی بہتر کارکردگی حیران کن تھی کیونکہ ایسا توانائی کی مسلسل قلت کے باوجود دیکھنے میں آیا، جو متعدد صنعتوں (ٹیکسٹائل، کھاد، چمڑا، سوڈا الیش، کاسٹک سوڈا، فولاد اور شیشہ) کی پیداوار کو محدود کرنے کا باعث بنا اور اسی وجہ سے درآمدی متبادل اشیا سے مسابقت بڑھ گئی تھی۔ ہمیں یقین ہے کہ زرعی شعبے کی بہتر کارکردگی تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی کے اثرات کی منتقلی اور صارفین اشیا کی مضبوط طلب بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کچھ بحالی کا باعث بنی تھی۔

شعبہ وار پیش رفت :

مخصوص شعبوں (ٹیکسٹائل، آٹو، کھاد اور تعمیراتی خام مال) میں ہونے والی پیش رفت پر اس باب کے آخر میں دیے گئے ضمیموں میں بحث کی گئی ہے۔ تاہم دیگر اہم شعبوں کے رجحانات کا احاطہ ذیل میں کیا گیا ہے۔

¹⁶ باب سوم میں اجناس کی سرگرمیوں کا آپریشن ملاحظہ فرمائیں۔

¹⁷ چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی ایسی غیر رسمی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی سالانہ بنیادوں پر پیمائش کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) نے اس شعبے کے لیے 7.5 فیصد کی مستقل سالانہ شرح مقرر کی ہے۔ یہ شرح نمو چھوٹی اور گھریلو اشیا سازی کی صنعتوں کے سروے پر مشتمل ہے۔ اس کا آخری سروے 2006-07ء میں کیا گیا تھا۔

جدول 2.6: خوراک، مشروبات اور تباہی کو صنعت کے منتخب اظہار (جولائی تا دسمبر) 18					
اچھا	غذائی اشاریے میں حصہ	برآمد پیداوار کا تناسب		برآمدات میں افغانستان کا حصہ	
		میں 11ء	میں 12ء	میں 11ء	میں 12ء
نہائی تیل و گھی	27.3	5.9	10.6	97.4	99.9
سگریٹ	17.2	0.0	0.1	0.0	0.0
گندم کا آٹا	8.2	6.1	18.1	98.9	91.1
مشروبات	7.3	1.6	2.7	98.0	96.8
چائے	3.1	1.0	1.6	0.0	32.2
جوس، سیرپ، اسکواش	1.7	82.1	91.7

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.7: پائیدار صارفی اشیاء کے اظہار 21					
کیو آئی ایم میں حصہ	میں 11ء	میں 12ء	سال ب سال پیداوار (جولائی تا مارچ) موقوفہ میں		درآمدات اور پیداوار کا تناسب (جولائی تا دسمبر) فیصد میں
			میں 11ء	میں 12ء	میں 11ء
ٹرانسپورٹ	5.4	27.2*
کار	4.0	16.1	8.8
موٹر سائیکل	0.9	20.1	3.4
سائیکل	0.1	-23.1	-30.0	50.5	86.8
موٹر ٹائر	0.4	9.6	-25.4	42.3	72.1
الیکٹرانکس	0.8
ریفریجریٹر	0.3	-2.4	6.8	1.3	2.1
ایئر کنڈیشنر	0.1	-11.9	4.3	19.9	26.7
ٹی وی	0.2	28.6	-25.9	0.0	0.0
بچے	0.1	-9.5	-13.5	18.9	22
دیگر	0.8
جوڑے	0.7	21.1	6.2	30.0	25.7
سلائی مشینیں	0.1	-3.4	-10.3	257.8	207.9
مجموعی	6.9	14.6	3.2

* جولائی تا نومبر

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

غذا، مشروبات اور تمباکو کی صنعتوں نے بہتر کاشت، مضبوط اندرونی طلب اور افغانستان کو بلند درآمدات کے باعث اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا (جدول 2.6)۔

گذشتہ برس کے دوران خیبر پختونخوا میں مشروبات کے پانچ نئے پلانٹس نے کام شروع کیا تھا۔¹⁹ اسی طرح افغانستان کو تیل و گھی کی برآمدات کی سطح بھی بلند رہی۔ مزید برآں، حکومت کی جانب سے مالی سال 11ء کی چوتھی سہ ماہی میں افغانستان کو گندم کے آنے کی رسمی اجازت دینے کے فیصلے سے اس کی طلب بڑھ گئی۔

دوا سازی کی صنعت میں حکومت نے خام مال کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی (بیشتر میں 10 سے 5 فیصد) میں کمی کر دی تھی جس نے اس کی برآمدات کو پہلے سے زیادہ مسابقتی بنا دیا۔²⁰ اندرونی منڈی میں بعض ادویات کی قیمتوں میں اضافے کا نتیجہ مارجن میں بہتری کی صورت میں نکلا۔

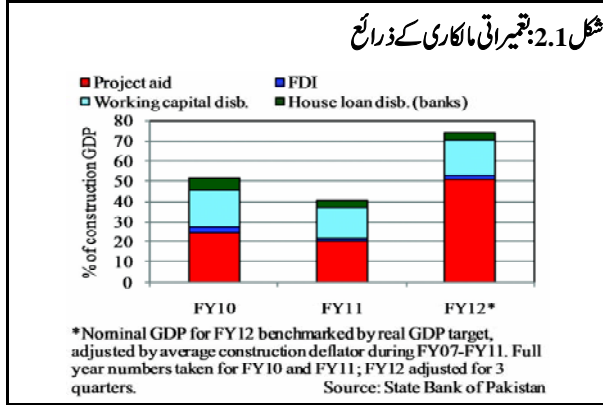
عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ صارفی پائیدار اشیاء کی درآمد ملکی صنعت کے راستے میں رکاوٹ ہے (جدول 2.7)۔ ملکی الیکٹرونکس کے معاملے میں کورین اور بھارتی ٹی وی سیٹس کی اسمگلنگ (دینی افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے روٹ سے) اور ملائیشیا اور چین کے

18 برآمدی اعداد و شمار کو ایچ ایس کوڈ لیول فائلوں (پاکستان دفتر شماریات کے ماخذ سے) سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے ریفرنس کوڈز یہ ہیں: نہائی تیل و گھی: & 1516.2010، 2020 & 1517.1000، سگریٹ: 2402.2000، گندم کا آٹا: 1101.0010، مشروبات: 2202.1010-9000 & 9000، 2201.1020، چائے: 902.1000، 2000، 3000، 4010، 2009.9000، 2106.9020 & 2009.1100۔

19 حکومت نے مالی سال 12ء کے بجٹ میں مشروبات پر بھی ایکسائز ڈیوٹی میں کمی کر دی تھی۔

20 اگرچہ مالی سال 12ء میں ادویات کے ایک اسکینڈل نے افغان اور تاجک برآمدی منڈیوں میں ٹھکوک و شبہات پیدا کر دیے تھے تاہم اس صنعت کو یقین ہے کہ اس کا محدود اثر پڑے گا۔

21 درآمدی اعداد و شمار کو ایچ ایس کوڈ لیول فائلوں (پاکستان دفتر شماریات کے ماخذ سے) سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے ریفرنس کوڈز یہ ہیں: سائیکل: 8712.0000، موٹر ٹائر: 4011.1000-4000، ریفریجریٹر: 8418.2100-2900، ایئر کنڈیشنر: 8415.1010-1020، ٹیلی ویژن سیٹ: 8528.7211-7212، بچے: 8414.5110-5990، جوڑے: 8452.1090-2900، 6403.2000، 6403.5900، 6404.2000، 6405.1000، سلائی مشین: 8452.1090-2900۔



ایئر کنڈیشننگ کے انڈر انوائسنگ نے مقامی صنعت پر دباؤ بڑھا دیا ہے۔ 22 منڈی کے آخری سرے پر پنجاب میں بہت زیادہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پنکھوں کی طلب خاصی گھٹ گئی ہے۔²³

چمڑے کے جوتے اور منسلک صنعتوں کی نمونیں مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور درآمدات سے بڑھتی ہوئی مسابقت کے باعث سال بسال کمی آئی۔ ہمیں توقع ہے کہ

ان صنعتوں کی پیداوار دباؤ میں رہے گی کیونکہ جوتے کی صنعت بڑی حد تک پنجاب میں قائم ہے اور اسے بجلی کی شدید قلت کا سامنا ہے۔²⁴

سسوڈا ایش اور کاسٹک سوڈا کی صنعت کو موسم سرما میں قدرتی گیس کی قلت کے باعث مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ صنعتیں تیزی سے کونکے پر مبنی توانائی پر منتقل ہو رہی ہیں جو مقامی کونکے پر چلائی جائیں گی۔ ہمیں توقع ہے کہ ایسے بعض منصوبوں کی تکمیل سے ان صنعتوں میں چوتھی سہ ماہی کے دوران بحالی آسکتی ہے۔

تعمیرات

مالی سال 12ء کے ابتدائی تخمینے کے مطابق تعمیرات کی صنعت میں 6.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 11ء کے دوران اس میں 7.1 فیصد کمی آئی تھی۔ یہ نمو 2.5 فیصد کے مقررہ ہدف سے خاصی زیادہ تھی۔

موسم سرما کے خاتمے سے تعمیرات کی صنعت میں مزید تیزی آئی ہے، خصوصاً مارچ میں۔ اس کے نتیجے میں سیمنٹ کی فروخت مارچ 2012ء میں بڑھ کر 2.6 ملین میٹرک ٹن کی ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئی تھی جو اس میں گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 10.6 فیصد نمو کو ظاہر کرتی ہے۔ مزید برآں، تعمیراتی خام مال بنانے والے بعض پیداوار کارجن کی پیداوار گزشتہ سہ ماہی تک گھٹ رہی تھی، انہوں نے مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی میں مثبت نمو دکھائی ہے (ضمیمہ 4)۔

منصوبہ جاتی امداد کے لیے بیرونی رقوم کی آمد کی بلند سطح اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت بھاری مقدار میں فنڈز کے اجرا سے سرکاری شعبے کے منصوبوں میں تیزی ظاہر ہوتی ہے (شکل 2.1)۔²⁵

²² یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ الیکٹریٹکس کی صنعت کو بہت زیادہ تحفظ حاصل ہے کیونکہ مکمل ساختہ یونٹوں (سی بی یو) پر عائد اوسط ڈیوٹی 35 فیصد ہے۔

²³ موجودہ حالات میں چین کے بنے ہوئے ری چارج ایبل (rechargeable) پنکھے بہتر متبادل معلوم ہوتے ہیں اور وہ تیزی سے ملکی منڈی میں اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔ ایسے پنکھے مقامی سطح پر تیار نہیں کیے جا رہے۔

²⁴ پاکستان دفتر شریات کی جانب سے چمڑے کے جوتوں کے متعلق فراہم کردہ ڈیٹا میں صرف پنجاب کی پیداوار کا احاطہ کیا گیا ہے۔

²⁵ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کی مد میں جاری ہونے والی رقم 65.6 فیصد بلند تھی جبکہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں ان میں 28.9 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کے اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکے۔

تاہم، نجی شعبے کی تعمیراتی سرگرمیوں کی پائیداری مشکوک ہے کیونکہ مالی شعبے کی جانب سے رہائشی رہن اور کمرشل تعمیرات دونوں کے متعلق مختلط رویے کا تسلسل جاری ہے۔²⁶

2.4 خدمات کا شعبہ

خدمات کے شعبے میں ہونے والی 4 فیصد نمو گزشتہ برس کے 4.4 فیصد سے کم رہی اور یہ 5 فیصد کے مقررہ ہدف سے بھی پست ہے۔ مالیات و بیمہ، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات کے ذیلی شعبوں کی بہتر کارکردگی نے نظم عامہ و دفاع میں کمزور نمو کے اثرات زائل کر دیے (جدول 2.8)۔

مجموعی طور پر بینکاری کے شعبے اور میچل فنڈز کو مضبوط منافع حاصل ہوا، جو مالی سال 12ء میں نمو کو بڑھانے میں معاون ثابت ہو رہا ہے۔ ایندھن کے استعمال کی بلند سطح کے ساتھ ساتھ ملک میں گاڑیوں کی فروخت کے باعث ہمیں ٹرانسپورٹ کے شعبے میں مضبوط نمو کی توقع تھی۔ تاہم، پی آئی اے اور پاکستان ریلوے کے مسلسل نقصانات اس کے اثرات زائل کرنے والا اہم عامل ہو سکتا ہے۔

جدول 2.8: خدمات میں نمو (1999ء تا 2000ء کی اساس پر)						
خدمات کی نمونہ حصہ		نمو			خدمات میں فیصد حصہ	
م 11ء	م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء
		4.0	5.0	4.4		خدمات
0.2	0.2	1.3	4.5	0.9	18.0	ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات
1.1	1.1	3.6	5.0	3.5	32.0	تھوک و خوردہ تجارت
0.6	-0.1	6.5	0.2	-1.4	8.9	مالیات و بیمہ
0.2	0.1	3.5	3.5	1.8	5.1	جائے سکونت کی ملکیت
0.3	1.6	2.6	6.0	14.2	12.4	نظم عامہ و دفاع
1.6	1.6	6.8	7.0	6.9	23.6	سماجی و کمیونٹی خدمات
ہ: ہدف						
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						

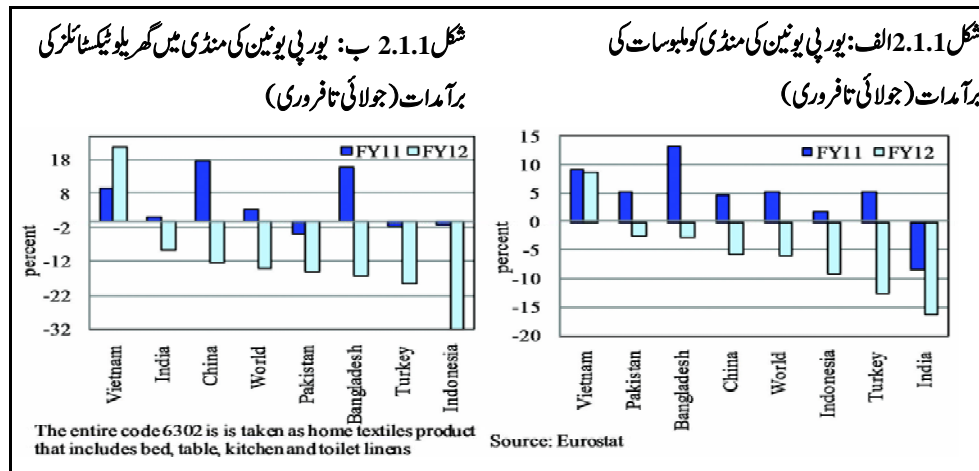
نظم عامہ اور دفاع میں کمزور نمو کا ایک ممکنہ سبب مالی سال 12ء کے مقابلے میں اس سال سیلاب سے متعلق اخراجات میں کمی ہو سکتا ہے۔ مالی سال 11ء کے دوران سرکاری شعبے کے ملازمین کی تنخواہوں میں خاصا اضافہ کیا گیا تھا۔

²⁶ مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران تعمیرات کی صنعت کو جاری سرمائے اور مکانات کی تعمیر کے قرضوں کی تقسیم میں مثبت نمو ہوئی۔ اگر سال کے دوران تعمیراتی لاگت میں ہونے والی 19 فیصد اوسط گرائی کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ نمو کمزور معلوم ہوتی ہے۔

ضمیمہ 1: ٹیکسٹائل برآمدات میں کمی کی وجوہات²⁷

مالی سال 12ء کے دوران عالمی معاشی سست روی نے ایک بار پھر پاکستانی ٹیکسٹائل کی صنعت کو متاثر کیا جبکہ اس میں گزشتہ دو برسوں میں معتدل بحالی کا رجحان تھا۔ امریکہ اور یورپی یونین میں صارفی احساسات منفی رہنے کا نتیجہ ٹیکسٹائل خریداریوں میں کمی کی صورت میں نکلا کیونکہ خریداروں کی دلچسپی سستی مصنوعات کی سمت منتقل ہو گئی۔ مارچ 2012ء تک ٹیکسٹائل کی عالمی برآمدات میں 9.4 فیصد کمی آئی تھی۔ اگر ہم اس کا تقابل مالی سال 09ء کی بدترین عالمی کساد بازاری میں ہونے والی 7.6 فیصد نمو سے کریں تو حالیہ کمی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ عالمی طلب میں کمی کے علاوہ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ توانائی کی قلت مقامی اشیاء سازوں کو مال فراہم کرنے کی ڈیڈ لائن پورا کرنے کی اجازت نہیں دے رہی جس سے ان برآمدی منڈیوں کے ساتھ مستقبل کے تعلقات متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔

اس سے قطع نظر، یورپی یونین کو برآمدات بھیجنے والے ممالک بنگلہ دیش، بھارت اور ترکی جیسے اہم کاروباری حریفوں کے مقابلے میں پاکستانی ملبوسات کی برآمدات میں معتدل کمی آئی (دیکھئے شکل 2.1.1)۔²⁸

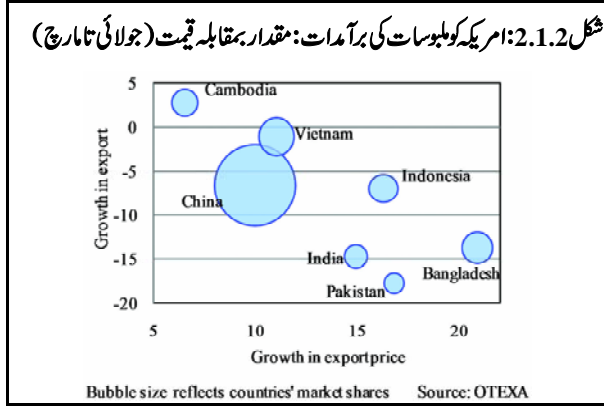


بھارت اور ترکی کی بلند قدر اضافی کی حامل گارمنٹ مصنوعات کی برآمدات میں دس فیصد سے زیادہ کمی واقع ہوئی۔ پاکستان کی پست قدر اضافی والی برآمدات کی طلب پر کم مضراثرات مرتب ہوئے کیونکہ صارفین نے مہنگے داموں کے بجائے سستی مصنوعات کی خریداری کو ترجیح دی۔ گھریلو ٹیکسٹائل کی منڈی میں بھی پاکستانی برآمدات میں اتنی کمی نہیں ہوئی جتنی یورپی یونین کی درآمدات میں مجموعی طور پر ہوئی۔

جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کی ساری مدت میں ٹیکسٹائلز کی امریکی درآمدات میں سست روی کا رجحان دیکھا گیا اور ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل دونوں میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ گھریلو ٹیکسٹائلز میں پاکستانی برآمدات چین، ترکی اور بنگلہ دیش کے مقابلے میں بہتر رہیں۔

²⁷ یہ سیکشن اسما خالد (asma.khalid@sbp.org.pk) کا تحریر کردہ ہے۔

²⁸ پیشتر مدت میں قرضہ بحران میں ایٹری اور صارفین کے اعتماد کی پست سطح کے باعث ٹیکسٹائل و ملبوسات کی فروخت اور درآمد تیزی سے کم ہو گئی، خصوصاً فرانس، ہالینڈ اور جرمنی میں۔



تاہم امریکہ کے لیے پاکستانی گارمنٹس برآمدات کو چاروں اہم حریفوں کے مقابلے میں شدید دھچکے کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا ایک اہم سبب اکائی قیمتوں کا تیزی سے بڑھنا ہے (دیکھئے شکل 2.1.2) اور یہ حقیقت کہ امریکہ میں ملبوسات کی طلب میں کمی سوتی مصنوعات تک مرکوز رہی تھی۔²⁹

صرف کپڑے کی برآمدات پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ہونے والی مجموعی کمی کا سبب ترکی کی جانب سے جولائی 2011ء سے حفاظتی ڈیوٹیز کا نفاذ ہے۔³⁰ ترکی کے علاوہ بنگلہ دیش کی طلب میں تیزی سے اضافے کے باعث پاکستانی کپڑے کی برآمدات میں اضافہ ہو گیا۔³¹

²⁹ جولائی تا مارچ مالی سال 12ء میں ملبوسات (مقدار) کی مجموعی امریکی طلب میں 7.8 فیصد کمی ہوئی، سوتی ملبوسات کی درآمد 16.9 فیصد گر گئی جبکہ انسانی ساختہ مصنوعی ریشے کی ملبوسات کی طلب 3.9 فیصد بڑھ گئی۔

³⁰ جولائی تا دسمبر 2011ء کے دوران ترکی کو کپڑے کی درآمدات میں 66 فیصد کمی واقع ہوئی۔

³¹ جیسا کہ سالانہ رپورٹ 2010-11ء میں بیان کیا جا چکا ہے، اس کا سبب فوائد کے عمومی نظام (جی ایس پی) سے استفادے کے لیے یورپی یونین کی جانب سے ماخذ (origin) کے قواعد پر نظر ثانی ہے جس کے تحت اب بنگلہ دیش کے اشیاء سازوں کو پاکستانی کپڑا استعمال کرنے کی اجازت حاصل ہے۔

ضمیمہ 2: گاڑیاں³²

مسافر کاروں کی فروخت میں بظاہر تیزی سے آٹو کی صنعت کو متحرک ملا۔ رواں مالی سال میں مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں کی فروخت کی نمو بڑھی ہے تاہم، ہمیں یقین ہے کہ اس کا سبب یکبارگی عوامل ہیں (ٹیکس مراعات اور پنجاب حکومت کی 'بلیو کیب' اسکیم)۔ اگر مذکورہ عوامل کو منہا کر دیا جائے تو مالی سال 12ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں میں گزشتہ برس کے مقابلے میں نمو میں کمی واقع ہوئی۔³³

ہمارے خیال میں اس سست روی کا سبب کاروں کی مجموعی مارکیٹ (درآمدی اور مقامی دونوں) میں رسد کی صورتحال میں ہونے والی پیش رفت ہے: (1) جاپان سے درآمد کی جانے والی استعمال شدہ کاروں کی رسد میں اضافے کے باعث مسابقت (جس کے اثرات مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں پر مرتب ہوتے ہیں) اور (2) تھائی لینڈ میں حالیہ سیلاب کے باعث گاڑیوں کے پرزوں کی عالمی رسد کی کڑی میں تعطل۔

یکبارگی عوامل سے فروخت میں اضافہ

(1) حکومتی طلب: پاک سوزو کی موٹرز کی پیداوار فروخت میں سب سے زیادہ بڑھی جس میں 'بلیو کیب' اسکیم کی طلب نے اہم کردار ادا کیا۔³⁴

(2) کاروں کی فروخت میں نمو کو مالی سال 12ء میں اسپیشل ایکسائز ڈیوٹی (ایس ای ڈی) کے خاتمے اور جزل سیل ٹیکس (جی ایس ٹی) میں کٹوتی سے بھی فائدہ پہنچا جسے 17 فیصد سے کم کر کے 16 فیصد کر دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے مالی سال 11ء کے آخر میں کاروں کی خریداریوں میں کمی آگئی تھی۔³⁵

کاروں کی منڈی کے رسد کی عوامل

(1) استعمال شدہ کاروں کی درآمدات: ملک میں گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں کو استعمال شدہ جاپانی کاروں کی درآمدات سے سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑا جس میں گزشتہ برس کے مقابلے میں چھ گنا اضافہ ہوا ہے۔³⁶ پانچ سال پرانی ہونے کے باوجود منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کاریں قیمتوں اور اپنی اندرونی خصوصیات کی وجہ سے مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں سے اچھا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

(2) درآمدی پرزوں کی قلت: تھائی لینڈ کے حالیہ سیلاب نے الگ الگ پرزوں (سی کے ڈی) کی عالمی رسد زنجیر کو متاثر کیا۔ اس نے ہنڈا اٹلس جیسے مقامی اسمبلر ز پر زہنی اثرات مرتب کیے۔ گزشتہ چند ماہ سے پیداوار معطل کرنے کے بعد اس فرم نے جزوی طور پر اپنے آپریشنز کا آغاز کر دیا ہے۔

³² یہ سیکشن بلال خان (bilal.khan@sbp.org.pk) نے تحریر کیا ہے۔

³³ مالی سال 12ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں میں مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں کی فروخت گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 15.3 فیصد زیادہ تھی۔ مالی سال 11ء کی اسی مدت میں 13.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ تاہم، اگر 'بلیو کیب' اسکیم اور ٹیکس مراعات کے اثر کو منہا کر دیا جائے تو ہمارے تخمینے کے مطابق اس سال فروخت سست روی کا شکار رہی اور اس میں 2 فیصد کمی ہوئی تھی۔

³⁴ مالی سال 12ء کے دوران مذکورہ اسکیم کے تحت 12,000 پنٹس فروخت کیے جانے ہیں۔

³⁵ صارفین نے ٹیکسوں میں نرمی کا فائدہ اٹھانے کے لیے کاروں کی خریداری کو جولائی 2011ء تک ملتوی کر دیا تھا۔ ہمارے تخمینے کے مطابق اس کا اثر تقریباً 3,500 پنٹس ہوگا۔

³⁶ مالی سال 12ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں کے دوران تقریباً 34,500 استعمال شدہ کاریں درآمد کی گئیں۔ جس کا اہم سبب کاروں کی عمر کو تین سال سے بڑھا کر 5 سال کرنا تھا۔

امکانات

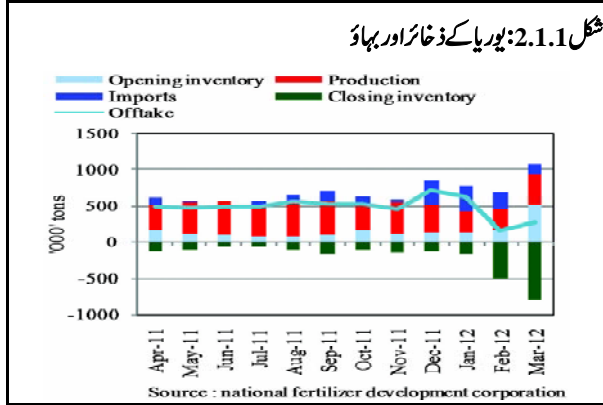
رشد کے لحاظ سے کاروں کی مقامی صنعت میں مزید تبدیلیوں کا امکان ہے کیونکہ یورو دوم (Euro - II) اخراج کے معیارات پر عملدرآمد کے باعث مالی سال کے آخر تک کچھ ماڈلز کو بندرتیج ختم کیا جانا ہے۔ مزید برآں، حکومت نے حفاظتی خدشات کے باعث سی این جی کٹس درآمد کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے اور فی الوقت اسمبلر ز اپنے ذخائر پر انحصار کر رہے ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ مذکورہ حالات سے استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات کو فائدہ پہنچے گا، خصوصاً 1500 سی سی سے نیچے والی گاڑیوں کے جزو۔³⁷ اس سے قطع نظر، ہمیں توقع ہے کہ مقامی طور پر اسمبل کی جانے والی کاروں کی فروخت میں کچھ تیزی آئے گی، خصوصاً اس وقت جب ہنڈا اٹلس سیلاب سے پہلے کی پیداواری سطح پر پہنچ جائے گا۔

³⁷ یہ مالی سال 12ء کی ابتدائی تین ماہیوں کے دوران استعمال شدہ کاروں کی درآمدات کا تقریباً 90 فیصد بنتا ہے۔

ضمیمہ 3: کھاد³⁸

شکل 2.1.1: یوریا کے ذخائر اور بہاؤ



گذشتہ نو مہینوں کے دوران کھاد کی صنعت کی صورتحال میں عجیب انداز سے تبدیلی آئی ہے۔ خریف 2011ء میں اس کی قلت تھی لیکن بعد میں یہ بکثرت دستیاب ہونے لگی اور اپریل 2012ء میں اس کا تقریباً 80 ہزار ٹن ذخیرہ موجود تھا جو کہ پوری صنعت کی ایک ماہ کی فروخت سے زیادہ ہے (شکل 2.1.1)۔ مزید 3 لاکھ ٹن یوریا اس سال خریف کے موسم کے لیے درآمد کی جانی ہے جبکہ مقامی اشیاء ساز اپنی پیداوار کو فروخت

کرنے کی کوشش کر رہے ہیں (اگر وہ گیس کی جاری موجودہ قلت کے باعث اپنی استعداد کے مطابق پیداوار مہیا کر سکے)۔

اس منظر نامے کا سبب بننے والے حالات و واقعات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اول، کھاد بنانے والے پرانے کارخانوں کے لیے دسمبر میں گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کے نفاذ سے ان کے لیے قدرتی گیس کی لاگت میں تقریباً 200 فیصد اضافہ ہو گیا۔³⁹ اشیاء سازوں نے لاگت میں اس اضافے کو جزوی طور پر قیمتیں بڑھا کر منتقل کیا۔ اس نے ابتدائی طور پر طلب کو متاثر نہیں کیا۔ تاہم، کپاس اور آلوی قیمتوں کے گرنے اور گندم کے نرخوں میں⁴⁰ متوقع کمی کے باعث کاشت کاروں نے اس موسم ربیع کے آخر تک کھاد کی خریداری ملتوی کر دی جس سے یوریا کی طلب میں کمی واقع ہو گئی۔⁴¹

حکومت نے موسم ربیع کے لیے مجموعی طور پر 1.2 ملین ٹن یوریا درآمد کرنے کی اجازت بھی دی تھی۔ یہ اس کی درآمد کا درست وقت نہیں تھا کیونکہ اس کی کھپ دسمبر کے آخر میں آنا شروع ہوئی تھی اور یہ وہ مہینہ ہے جب تاریخی طور پر کھاد کی طلب بلند سطح پر ہوتی ہے۔ مزید برآں، ایک سال قبل یوریا کے لیے حکومت کی سرکاری قیمت فروخت 1,300 روپے فی پوری تھی⁴² جو موثر طریقے سے مقامی صنعت کی قیمت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ درآمدی یوریا اور ملک میں پیدا ہونے والے یوریا کی فی پوری قیمت میں 500 روپے کا فرق دو عوامل کو ظاہر کرتا ہے: (i) موسم ربیع کے اختتام پر یوریا کے مقامی پیدا کار منڈی سے باہر رہے اور (ii) قیمتوں کے بطراج نے چور بازاری اور منڈی پر اثر انداز ہونے کی ترغیب دی۔ اس لیے، جیسا کہ ہم اپنے گذشتہ جائزوں میں نشاندہی کر چکے ہیں کہ قیمتوں کے اس فرق کا خاتمہ ضروری ہے۔

³⁸ یہ سیکشن سید عزیزی (syed.ozair@sbp.org.pk) کا تحریر کردہ ہے۔

³⁹ اس اضافے سے صرف کھاد کے ان کارخانوں کو استثناء حاصل تھا جو معین قیمتوں کے سمجھوتے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان میں اینگرو اور فاطمہ کے نئے پلانٹ شامل ہیں۔

⁴⁰ امدادی قیمت میں اضافے کے باوجود چھوٹے کاشت کاروں کو خطرہ ہے کہ منڈی میں گندم کی متوقع اضافی دستیابی کے باعث انہیں اپنی پیداوار کو کم قیمت پر فروخت کرنا پڑے گا۔

⁴¹ فروری میں یوریا کی فروخت میں 61 فیصد اور مارچ میں 38 فیصد کمی ہوئی۔

⁴² حکومت کی سرکاری قیمت فروخت کو وسط مارچ 2012ء میں بڑھا کر 1600 روپے کر دیا گیا۔

اپریل 2012ء کے وسط میں (اور بکثرت دستیابی کی مدت میں) حکومت نے موسم خریف کے لیے مزید 3 لاکھ ٹن یوریا درآمد کرنے کی اجازت دی جس سے کھاد کی صنعت کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ کھاد کو 1,600 روپے فی بوری فروخت کیا جاتا ہے جو کہ ایک بار پھر مقامی پیدا کاروں کی فروخت پر مزید منفی اثرات مرتب کرے گی۔ گیس کی قیمتوں میں اضافے اور اس کی رسد کے متعلق غیر یقینی صورتحال کے باعث ملکی پیدا کار فوری طور پر اس کی قیمت میں کمی نہیں کر سکتے۔ مزید برآں، حکومت نے یوریا کو درآمد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

توقع ہے کہ یوریا کی درآمد سے 11 ارب روپے کا مالیاتی اثر⁴³ اور زرمبادلہ پر 150 ملین ڈالر کا بوجھ پڑے گا اور اس سے ملک میں یوریا کے پہلے سے فاضل ذخیرے میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس طرح، فصلوں کی قیمتوں میں اضافے کے بغیر اس صنعت کے امکانات خوشگوار نظر نہیں آتے کیونکہ قیمتیں بڑھنے سے ہی کھاد کی طلب میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

⁴³ اگر درآمد کردہ تمام یوریا کو 1600 روپے فی بوری کی سرکاری قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے تو کاشت کاروں کو جو اصل زراعت منتقل کیا جائے گا وہ 15 ارب روپے ہوگا۔ چونکہ اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ کاشت کار اس یوریا کو 1800 روپے فی بوری پر خریدیں گے، اس لیے کاشت کاروں کو زراعت کی جو رقم منتقل کی جائے گی وہ 4 ارب روپے سے بھی کم ہوگی جبکہ زراعت کے لیے مجموعی طور پر 11 ارب روپے منتقل کیے گئے ہیں۔

ضمیمہ 4: تعمیراتی سازوسامان کی صنعتیں⁴⁴

تعمیراتی سرگرمیوں میں زبردست تیزی آنے سے تعمیراتی سازوسامان کی طلب بڑھی جس نے اس کے نرخوں میں اضافہ ہوا، متعلقہ صنعتیں اب نمو پذیر ہیں اور ان میں نئی سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔ تعمیراتی سازوسامان کی صنعتوں میں، اکتوبر 2010ء سے مسلسل زوال پذیر رہنے کے بعد بالآخر بحالی کی علامات دکھائی دے رہی ہیں جو نازک ہونے کے باوجود وسیع البیاد ہے۔ اگرچہ پاکستان اسٹیل ملز کی مایوس کن کارکردگی کی بنا پر، جو ناکارہ ہونے کے قریب پہنچ چکی ہے، تعمیراتی سازوسامان کا مجموعی اشاریہ (بی ایم آئی)⁴⁵ اب بھی زوال کی تصویر پیش کر رہا ہے، تاہم اسٹیل ملز سے ہٹ کر نظر ڈالی جائے تو تعمیراتی سازوسامان کے مجموعی اشاریے میں مسلسل چار ماہ سے سال بسال نمو بھی دیکھی جا رہی ہے۔⁴⁶ اس سلسلے میں اہم باتوں کا خلاصہ ذیل میں دیا گیا ہے:

- 1- بلند طلب کی وجہ سے نرخ بڑھ رہے ہیں جن سے پیداواری عمل کو ہمیز مل رہی ہے۔ بعض صورتوں میں، جہاں فرموں کو بلند لاگت کے ساتھ کم طلب کا سامنا تھا، وہاں نرخوں کی اس مطابقت کی ضرورت بھی تھی۔⁴⁷
- 2- کئی صنعتوں میں تعمیر نو کا عمل جاری ہے جس سے توقع ہے کہ وسط سے طویل مدت کے دوران پیداوار بہتر ہو جائے گی۔ ساختی رد و بدل میں درج ذیل عوامل کا رفرما ہیں:

(الف) پاکستان اسٹیل ملز کے گھٹتے ہوئے کردار اور صنعت جہاز شکنی کے پھیلاؤ کے پیش نظر فولاد سازی کا شعبہ خود کو صورتحال کے مطابق ڈھال رہا ہے (دیکھئے باکس 4.1)۔

(ب) جن صنعتوں میں زیادہ توانائی استعمال ہوتی ہے (شیشہ، فولاد، اور سیمنٹ) ان کے پرانے اور ناکارہ پونٹ بندش کے خطرے سے دوچار ہیں جبکہ بڑے پیمانے کے پیداواری کارخانوں میں نیا سرمایہ لگنے کے ساتھ ساتھ پیداواری پرائسز کا انضمام بھی (فولاد سازی میں) عمل میں آ رہا ہے۔⁴⁸

(ج) آج کے صارفین کا جمالیاتی ذوق اپنے سے پہلوں کے مقابلے میں زیادہ ہے جس کا اثر یہ ہوا ہے کہ لکڑی اور

⁴⁴ یہ سیکشن ٹکنکٹ روف نے تحریر کیا ہے (tamkinat.rauf@sbp.org.pk)

⁴⁵ تعمیراتی سازوسامان کا مجموعی اشاریہ (بی ایم آئی) معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک پاکستان دفتر شماریات کا ڈیٹا استعمال کرتا ہے۔ بی ایم آئی میں سیمنٹ، فولاد، شیشہ، چپ بورڈ، پلائی وڈ، اور ٹھوس اور مائع پیٹ شامل ہیں۔ بڑے پیمانے کی مجموعی اشاریہ سازی میں بی ایم آئی کا حصہ 16.7 فیصد ہے، چنانچہ یہ یکساں کے بعد دوسرا سب سے بڑا صنعتی گروپ ہے۔

⁴⁶ دسمبر تا مارچ 2012ء کے دوران پاکستان اسٹیل ملز کو شامل کیے بغیر بی ایم آئی میں سال بسال نمو اوسطاً 1.5 فیصد رہی (مجموعی بی ایم آئی: 2.4-)، اس کے مقابلے میں جولائی تا نومبر 2012ء کے دوران اوسطاً 6 فیصد کی واقع ہوئی تھی (مجموعی بی ایم آئی: 7.9-)۔

⁴⁷ توانائی سے متعلق بلند لاگت اس کا بڑا سبب تھا۔ مثال کے طور پر شیشہ سازوں کو گیس جانے کے اوقات میں فرنس آئل استعمال کرنا پڑتا تھا جس سے پیداواری لاگت تقریباً دو گنی ہو جاتی تھی۔ ان مالی مشکلات کے باعث شیشے کا ایک کارخانہ گذشتہ برس عارضی طور پر بند کر دیا گیا۔

⁴⁸ 2012ء کے دوران سیمنٹ کی پیداواری گنجائش میں تین ملین میٹرک ٹن کا اضافہ ہوا جبکہ 10 مئی اور 11 مئی کے دوران تقریباً مساوی مجموعی گنجائش کے چھوٹے اور ناکارہ کارخانے بند ہو گئے۔ شیشہ سازی کے دو نئے کارخانے پیداوار شروع کرنے والے ہیں۔ فولاد کی بعض رولنگ ملز گھلاؤ کے لیے اپنی پھلیاں قائم کر رہی ہیں۔ ایک کولڈ رولنگ اور گیلوینائزیشن پلانٹ نے 2011ء میں کام شروع کر دیا جبکہ ایک اور کولڈ رولنگ مل 2012ء میں نصب ہو جائے گی۔ طوبائی اسٹیل ملز کے بھی مالی امور تقریباً طے ہو چکے ہیں اور وہ پیداوار جلد شروع کر دے گی۔

پینٹس کی صنعتوں میں مسابقت بڑھ گئی ہے۔ چپ بورڈ کو مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں میں ڈھالا جاسکتا ہے نیز اس کی قیمت بھی کم ہوتی ہے چنانچہ یہ پلائی وڈ کا متبادل بن رہا ہے۔ آرائشی رنگوں میں بڑھتے ہوئے اضافہ قدر کی وجہ سے مسابقت کے باوجود قیمت بڑھ رہی ہے۔⁴⁹ بلند قیمتوں کے باعث نئے سرمایہ کار کی اس جانب متوجہ ہو رہے ہیں۔⁵⁰

بکس 4.1: نجی شعبے کی فولادی صنعت میں تنظیم نو

فولاد سازی کی صنعت میں بڑے پیمانے پر ردوبدل ہو رہا ہے، دراصل بدلتے ہوئے اقتصادی تحریکات کی وجہ سے یہ لازمی بھی ہو گیا تھا: (الف) پاکستان اسٹیل ملز کی مالی تباہی سے فولادی سلاخ سازی (billets) اور گھٹیلے ہوئے لوہے کی منڈی میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسے پُر کرنے کے لیے درآمدات کی گئیں۔ (ب) جہاز شکن کی صنعت گزشتہ دو سال میں تیزی سے پھیلی جس سے سستا خام مال فراہم ہوا حالانکہ فولاد کے عالمی نرخ چڑھے ہوئے ہیں^{51,52} جہاز کا 70 سے 90 فیصد اسکرپ روٹنگ صنعت استعمال کر لیتی ہے چنانچہ فولاد گھلانے والی وساطت صنعت کو کم طلب کا سامنا ہے۔ (ج) بجلی اور گیس کی بار بار بندش سے کاروبار کو بری طرح نقصان پہنچا ہے۔ مالی طور پر مستحکم یونٹ بجلی کے متبادل انتظام کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں تاہم ایسے حالات میں چھوٹی ملوں کی بقاء مشکل ہے۔

چنانچہ صنعت حالات کے مطابق سرمایہ کاری کر رہی ہے۔ اولاً، ایک دوسرے میں ضم (integrated) پلانٹس رواج پا رہے ہیں جو توانائی کا یکجا بنیت استعمال کرتے ہیں۔ ثانیاً، منڈی کے بلند قدر والے لشعبوں مثلاً کوئلہ رولڈ (cold-rolled) اور گیلوینائزڈ مصنوعات میں نجی شعبہ بھی داخل ہو رہا ہے جبکہ پہلے ان شعبوں پر پاکستان اسٹیل ملز کی اجارہ داری تھی۔

کوئی کاروبار شروع کرنے کی لاگت بلند ہو اور بجلی اور گیس کی فراہمی بھی غیر یقینی ہو تو یہ حوصلہ شکن حالات ہوتے ہیں، صنعت فولاد سازی بھی اسی مشکل سے گزر رہی ہے۔ خدا خدا کر کے مارچ 2012ء میں حکومت نے طویل انتظار کے بعد اس صنعت کے لگیں ڈھانچے میں ردوبدل کیا ہے تو کچھ امید پیدا ہوئی ہے، اس طرح فولادی مصنوعات کے موثر نرخوں میں کچھ کمی آئے گی۔⁵³ اس کے نتیجے میں امید ہے کہ طلب کو بھی ہمیز ملے گی۔

⁴⁹ اضافہ قدر کی خدمات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ فروخت کے مقام پر رنگ تیار کر کے دیے جائیں اور رنگوں کے بارے میں پیشہ ورانہ مشورے دیے جائیں۔

⁵⁰ گزشتہ دو برسوں میں کم از کم دو نئے ادارے اس منڈی میں داخل ہوئے ہیں۔ جو سرمایہ کار زیادہ محتاط ہیں وہ منڈی کا جائزہ لینے کے لیے ابتدائی طور پر مصنوعات درآمد کر رہے ہیں۔

⁵¹ مئی 10ء کے دوران جب عالمی تجارت پست ترین سطح پر چلی گئی تھی، دنیا بھر میں بڑی تعداد میں جہاز توڑے گئے اور اس سال 836 جہازوں کو توڑنے کے لیے درآمد کیا گیا۔ ایسے جہازوں کی درآمد مئی 10ء کے بعد سے اگرچہ گھٹتی ہے (مئی 11ء میں 142 جہاز درآمد کیے گئے اور جولائی تا دسمبر مئی 12ء میں 33 جہاز) تاہم پرانے جہازوں کا بہت سا سامان صنعت میں اب بھی دستیاب ہے۔

⁵² عالمی بینک کے ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ فولاد کی عالمی قیمتیں مئی 10ء سے تقریباً تو اتار سے بڑھی ہیں۔ ہاٹ رولڈ کے مارچ 2012ء کے نرخ جون 2009ء کے نرخوں سے 33.3 فیصد بلند ہیں، جبکہ rebar کی قیمتیں 34.7 فیصد بلند ہیں۔

⁵³ ایس آر او 332 اور 333 (1)/2012ء مورخہ 31 مارچ 2012ء کے تحت فولادی مصنوعات کی خریداری پر سبلیٹنگ کی رقم پر نظر ثانی کی گئی اور اسے 5,960 روپے فی میٹرک ٹن سے بڑھا کر 6,306 روپے فی میٹرک ٹن کر دیا گیا۔ فولاد سازی کی صنعت 6 روپے فی یونٹ بجلی کی شرح سے سبلیٹنگس ادا کرتی ہے۔ 2008ء میں ایف بی آر نے ٹیکس کی شرح 4.75 روپے سے بڑھا کر 6 روپے کر دی تھی تاہم قابل تاہم واپسی رقم (reimbursable) جوں کی توں رہنے دی تھی۔ چنانچہ فولاد سازی کی صنعت ابتدائی استعمال کنندگان سے 6,306 روپے فی میٹرک ٹن وصول کرتی تھی جبکہ قابل واپسی رقم 5.5 فیصد کم تھی۔ اس رقم کو اب دور کر دیا گیا ہے۔

خصوصی سیکشن: تھری جی موبائل آپٹیکل نیلامی۔ مسائل اور امکانات⁵⁴

پاکستان کو بیرون ملک سے رقم نہیں مل رہی چنانچہ اس تناظر میں تھری جی لائسنسوں کی نیلامی سے رقم حاصل ہونے کا بڑی شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا تاکہ اس طرح پاکستان کا بیرونی اور مالیاتی خسارہ پورا کیا جائے۔ جنوری 2012ء کے دوران اعلان کردہ پٹی اے کے نظام الاوقات کے مطابق تھری جی موبائل آپٹیکل نیلامی کی تاریخ 29 مارچ 2012ء مقرر کی گئی تھی، تاہم نیلامی ملتوی کر دی گئی اور مئی 12ء کے دوران اس کے انعقاد کا کوئی امکان نہیں۔

اب جبکہ رواں مالی سال کے دوران ان رقوم کی وصولی کے لیے کوئی عجلت نہیں ہے، پٹی اے کے پاس نیلامی کی شرائط اور ضوابط کو بہتر بنانے کا خاصا وقت ہے تاکہ نیلامی کے کمڈشرکاز زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں اور مستقبل کے لیے حکومت کو رقوم کی زیادہ سے زیادہ فراہمی ممکن بنائی جائے۔ اس سلسلے میں، پاکستان میں تھری جی موبائل سروسز کے آغاز سے متعلق ہمارے تجزیے کے اہم نتائج پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

- تھری جی موبائل آپٹیکل نیلامی سے حکومت کو بھاری رقوم مل سکتی ہیں۔⁵⁵ 210 ملین ڈالر کی بنیادی قیمت پر، نیلامی سے کم از کم 630 ملین ڈالر کی رقم حاصل ہو سکتی ہے۔

- سیلولر کمپنیوں کے مابین سخت مقابلے کی وجہ سے ان کی آمدنی میں نموم ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تھری جی ٹیکنالوجی کے ذریعے قدر اضافی کی خدمات، مثلاً انٹرنیٹ کی تیز رفتار سروس اور ویڈیو اسٹریمنگ متعارف کرا کے اس رجحان کو ختم کیا جائے۔

- اگرچہ موبائل انٹرنیٹ، جو کہ تھری جی کا بنیادی وصف ہے، کی پاکستان میں طلب کم ہے، اور سیلولر کمپنیوں کی مجموعی آمدنی میں انٹرنیٹ کے استعمال سے ہونے والی آمدنی کا حصہ بہت کم ہے، تاہم تھری جی بزنس میں داخل ہونے کے حوالے سے ان کمپنیوں کے سامنے دو پہلو ہو سکتے ہیں: (الف) عین ممکن ہے کہ تھری جی بزنس سے الگ رہنے والی سیلولر کمپنیوں کے بلند قدر کے حامل صارفین ان کمپنیوں کو چھوڑ دیں۔ (ب) نیلامیوں میں ناکام رہنے والی کمپنیوں کا منڈی میں حصہ ان کو حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ان دونوں کو پیش نظر رکھ کر ملک میں اس مرحلے پر موبائل انٹرنیٹ کی کم طلب کے باوجود تھری جی بزنس شروع کرنے کے حق میں دلائل مل سکتے ہیں۔

- سیلولر کمپنیاں اپنے انفراسٹرکچر کو ترقی دے چکی ہیں اور تھری جی کے آغاز کے لیے انہیں لائسنس فیس کی ادائیگی کے علاوہ زیادہ سرمایہ لگانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

- تھری جی ٹیکنیکی طور پر زیادہ کارگزار ہے چنانچہ سیلولر کمپنیاں اپنے موجودہ صارفین کو خدمات فراہم کر کے ان خدمات کی طلب بڑھا سکیں گی (رسم سے طلب خود بخود پیدا ہوتی ہے)۔

- ملک میں موبائل انٹرنیٹ کی کم طلب کے پیش نظر تھری جی کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ صنعت میں مسابقتی ماحول لایا

⁵⁴ یہ سیکشن سید خرم سعیدی (sabina.kazmi@sbp.org.pk) نے تحریر کیا ہے۔

⁵⁵ سیلولر کمپنیوں اور مالی شعبے کے ساتھ گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر کمپنیوں نے اپنے بزنس پلان مرتب کر لیے ہیں اور تھری جی موبائل سروسز شروع کرنے کے لیے رقوم کا بندوبست کر لیا ہے۔ مکی موبائل کمپنیوں کے غیر ملکی مالکان نے بھی بتایا ہے کہ چند کمپنیاں تھری جی ٹیکنالوجی میں سرمایہ لگانے کے لیے اپنی سرپرست کمپنیوں سے رقوم کا بندوبست کر چکی ہیں۔

جائے۔ مسابقت نہ ہونے کی صورت میں ہمارا خیال ہے کہ کمپنیوں کو مناسب نرخ پر صارفین کو مسابقتی خدمات دینے کی ترغیب نہیں ملے گی۔

● تھری جی خدمات کی طلب بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ سستے تھری جی فون سیٹ اور اردو زبان میں موبائل ایپلی کیشنز دستیاب ہوں۔

● پاکستان کی آبادی میں نوجوانوں کا تناسب خاصا زیادہ ہے، چنانچہ اطلاعی و تفریحی مقاصد کے لیے تھری جی خدمات کی طاقتور طلب کا امکان موجود ہے۔ تاہم اس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ نئی ایپلی کیشنز متعارف کرانے والی کمپنیاں اپنے کیا نرخ مقرر کرتی ہیں، خدمات کا معیار کیا ہوتا ہے، تھری جی خدمات کی مارکیٹنگ کس رفتار سے چلتی ہے۔

● سیلولر کمپنیوں کی آمدنی بتدریج بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ کمپنیاں فی الحال اپنے صارفین کو برقرار رکھنے پر اور خدمات کا معیار بہتر بنانے پر توجہ دے رہی ہیں۔

خلاصہ

ملک میں موبائل انٹرنیٹ کی طلب کم ہونے کے پیش نظر تھری جی کی کامیابی اس صنعت میں مسابقتی ماحول پر منحصر ہے۔ اگر مسابقت نہ ہوگی تو کمپنیاں بھی مناسب نرخوں پر خدمات فراہم کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لیں گی۔ اس تناظر میں پی ٹی اے کی جاری کردہ معلومات میں بیان کی گئی پیش گوئی کمپنی (نیلامی کے تین میں سے) صرف دو لائسنسوں کی بولی لگا سکتی ہے، صنعت میں مسابقت کی روح کے منافی معلوم ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں نیلامی کے عمل میں زیادہ اور متواتر آمدنی حاصل کرنے کے لیے بہتر ہوگا کہ پی ٹی اے کی معلومات میں درج طریقے کے مطابق لائسنسوں کی رقم یکمشت وصول نہ کی جائے بلکہ (بولی کی نصف رقم کی ابتدائی ادائیگی کے بعد) قسطوں میں وصول کی جائے۔